NOON MEEM RASHID KI TAKHLIQI JEHAAT:TAHQIQI-O-TANQIDI MOTALEA

ن. م. راشد کی تخلیقی جہات تحقیقی وتنقیدی مطالعہ

مقالہ نگار: سید محمد ثاقب فریدی

نگراں: پروفیسر سرورالہدیٰ

Student ID:20179462

Notification No:541/2023

Notification Date:10/07/2023

ماحاصل

راشد کی تخلیقی جہات تحقیقی وتنقیدی مطالعہ میری پی ایچ ڈی کا موضوع ہے۔ میں نے اسے چھ ابواب پر تقسیم کیا ہے۔ پہلے باب میں راشد کی زندگی اور سوانح کے متعلق ایک مضمون پیش لکھا گیا ہے۔ اس میں راشد کی پیدائش سے لے کر واقعات تک کے واقعات قلم بند کئے گئے ہیں۔ راشد کی سوانح کے متعلق جو کچھ معلومات موجود تھیں ان سے استفادہ کیا گیا ہے۔

دوسرے باب میں ترقی پسند تحریک اور حلقہ ارباب ذوق کے تناظر میں راشد کے معاصرین پر گفتگو کی گئی ہے۔ ترقی پسند تحریک اور حلقہ ارباب ذوق کا تعارف میری مجوزہ خاکے کا بھی اہم حصہ ہے۔ اس لئے اس باب میں اولاً ترقی پسند تحریک اور حلقہ ارباب ذوق کے بارے میں کچھ گفتگو کی گئی ہے۔ اس کے بعد میں نے ترقی پسند شاعروں میں سے مجاز، جذبی، فیض، مخدوم، علی سردار جعفری اور اختر الایمان وغیرہ کی شاعری پر بات کی ہے۔ ترقی پسند شعرا کے بعد میں نے حلقہ ارباب ذوق کے شعرا میں میراجی، یوسف ظفر، قیوم نظر، مختار صدیقی ضیا جالندھری اور مجید امجد وغیرہ کی شاعری پر بھی گفتگو کی ہے۔ میں نے اس باب کی تکمیل میں ایک طرف جہاں مختلف تنقیدی کتابوں سے استفادہ کیا ہے وہیں ان تمام شعرا کے شعری متن کو بھی پڑھا ہے۔

تیسرے باب میں راشد کے ناقدین پر گفتگو کی گئی ہے۔ میں نے اس حوالے سے (1) خلیل الرحمٰن اعظمی (2) شمیم حنفی (3) سلیم احمد (4) شمس الرحمٰن فاروقی (5) وزیر آغا (6) وارث علوی (7) ضیا جالندھری (8) مظفر علی اور (9) سید قاضی افضال حسین وغیرہ کی راشد تنقید کو موضوع گفتگو

بنایا ہے۔ان لوگوں کے مضامین اس اعتبار سے اہم ہیں کہ انہوں نے راشد فکری وفنی حسیت کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔

چوتھے باب راشد کی نظموں کا تنقیدی مطالعہ ہے۔اس ضمن میں راشد کے چاروں شعری مجموعوں کا تنقیدی اور تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔میں نے عمومی گفتگو کے بجائے متن اساس مطالعہ کیا ہے۔اس سے راشد کے متن کی تفہیم ہوتی ہے۔

ماورا

ماورا راشد کا پہلا مجموعہ ہے۔اس میں 37 نظمیں شامل ہیں۔ان نظموں میں راشد نے انسان کی نفسیات اور فطری عوامل کو گرفت میں لینے کی کوشش کی ہے۔راشد ایک ایسے انسان کو پیش کرنا چاہتے ہیں،جس میں زندگی کی حرکت وحرارت موجود ہو۔زندگی کو جمود کی طرف لے جانے والے عوامل راشد کو داخلی سطح پر پریشان کرتے ہیں۔راشد کو زندگی کی اس حرارت میں رومانوی عشق سب سے بڑی رکاوٹ محسوس ہوتا ہے۔وہ رومانوی عشق کو نئے انسان کی تعمیر وتشکیل کی منزل میں سدراہ خیال کرتے ہیں۔اس کا سبب یہ محسوس کرتے ہیں کہ خوابوں اور خیالوں کی دنیا حقیقی دنیا سے بالکل ایک مختلف چیز ہے۔تابناک مستقبل کا احساس راشد کو خیالی دنیا سے بہت دور لے آتا ہے۔وہ زندگی کے ان تمام رویوں کی تنقید کرتے ہیں،جو انسان کو جمود کی طرف لے جانے والے ہیں۔راشد کی نظموں میں مذہب،اخلاقیات،روحانیت اور اپنے ماضی کے تئیں برگشتگی کی روش بھی جمود کے تئیں شدید برگشتگی کا اظہار ہے۔راشد کو اس بات کا بخوبی احساس ہوا ہے کہ مذہب وروحانیت اور ماضی کی طرف پلٹ کر دیکھنا انسان کو جمود کی طرف لے جاتا ہے۔ماضی اور مذہب وروحانیت سے انسان کی زندگی میں ایک ٹھہراؤ کی صورت پیدا ہوجاتی ہے۔یہ ٹھہراؤ نئی زندگی اور مشرق کے مستقبل کے لیے بہت خطرناک ہے۔یہی وجہ ہے کہ راشد مذہب وروحانیت اور ماضی کے تئیں بدگمان نظر آتے ہیں۔

راشد مشرق کے زوال کو مذہب وروحانیت،ماضی اور رومانوی عشق کے سیاق میں دیکھتے ہیں۔ماورا کی نظموں میں مغرب ومشرق کا ذکر بار بار آتا ہے۔ایک طرف مغرب ہے جہاں کی زندگی حرکت وحرارت اپنے عروج پر ہے اور دوسری طرف مشرق تاریکی،مایوسی،ناامیدی،حرماں نصیبی،کس مپرسی اور بےنوائی کے دلدل میں دھسا جا رہا ہے۔مشرق سیاسی،معاشی اور تہذیبی سطح پر غلامی کی بیڑیوں میں بندھا ہوا ہے۔مشرق کی آواز صوت وصدا سے محروم ہے۔مشرق کا یہ زوال راشد کو اندرونی طور مہمیز کرتا ہے۔وہ مشرق کی زندگی کا بالاستیعاب مطالعہ کرتے ہیں۔مشرق کے جمود،خاموشی اور بےحسی کے اسباب ومحرکات کے متعلق غور خوض کرتے ہیں۔مشرقی زندگی کے متعلق راشد کے یہ سارے تجربات ماورا کی نظموں میں نظر آتے ہیں۔

ایران میں اجنبی

’ایرانی میں اجنبی‘ راشد کی تہذیبی،سیاسی اور تاریخی بصیرت کا اظہار ہیں۔عام طور پر راشد کی سیاسی بصیرت کے حوالے سے یہ بات کہی گئی ہے کہ ماورا کی بعض نظموں سے ہی راشد کی سیاسی حس نمایاں نظر آتی اور راشد نے ایران میں اجنبی میں اپنی اس حس کو ایک بڑے کینوس میں پیش کیا ہے۔واقعہ یہ ہے کہ ایران میں اجنبی کی نظمیں راشد کی سیاسی بصیرت کے ساتھ ساتھ مشرقی انسان کی جذباتی،نفسیاتی اور ذہنی صورت حال کا جائزہ بھی ہیں۔راشد مشرقی انسان کی کمزوریوں کو ایران میں اجنبی کی نظموں میں فنی ہنرمندی کے ساتھ بےنقاب کرتے ہیں۔راشد کو بخوبی معلوم تھا کہ کوئی بھی تہذیبی معاشرہ اس وقت تک سیاسی تحریک کا حامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنی جذباتی،نفسیاتی اور ذہنی صورت حال پر قابو نہ پالے۔تیرہ کینٹوز سے قطع نظر اگر ایران میں اجنبی کی باقی چھبیس نظموں کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ راشد نے ایران کی سیاسی صورت حال سے زیادہ ایران کی تہذیبی صورت حال کی تصویریں پیش

کی ہے۔ان تصویروں میں ایران کی اخلاقی خرابیاں بھی نظر آتی ہیں اور پورے مشرقی انسان کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔راشد نے فنی ہنرمندی کے ساتھ مشرقی انسان کی کم ہمتی، حیلہ سازی، نفسیاتی الجھن، مایوسی و حرماں نصیبی، افسردگی، خود بینی، جذبہ خودسپردگی، بے توجہی اور غفلت، بے یقینی، خاموشی، بے حسی، احساس شکست خوردگی، غلامی، بے اطمینانی، چالاکی وعیاری، علاقائی امتیاز، بے خبری، تقدیر پر یقین، دریوزہ گری، باہمی رنجش کی سخت گرفت کی ہے۔ایران میں اجنبی کی نظموں میں مشرقی انسان کی ان صورتوں افسانوی پیرائے میں پیش کیا گیا ہے۔راشد کو محسوس ہوا ہے کہ مشرقی انسان خاص طور سے ایران کو غلامی سے کوئی شکوہ نہیں ہے۔ایران میں زندگی بسر کرنے والا فرد شب و روز کی تگ و دو میں محو ہے۔پارۂ نانِ جویں کی تلاش میں منہمک ہے۔غلامی کا احساس اس کے دل کو پریشان نہیں کرتا۔افرنگ کی دریوزہ گری اسے راس آ گئی ہے۔کئی نظموں میں راشد نے ایران کی اس روش کو گرفت میں لیا ہے۔اس سیاق میں سایہ، طلسم ازل، سوغات اور ایک شہر جیسی نظمیں دیکھی جاسکتی ہیں۔

لا=انسان

لا=انسان کی نظمیں راشد کے دیگر شعری مجموعوں کے مقابلے میں زیادہ مشکل اور پیچیدہ نظر آتی ہیں۔اس مشکل اور پیچیدگی کا سبب یہ ہے کہ لا=انسان میں نظر آنے والے مسائل راشد کے اندرون میں تپ کر کندن بن گئے ہیں۔راشد کے تخلیقی حسیت نے بھی زندگی کے گھنے تجربوں اور جذبہ واحساس کو سیال بنانے میں اہم رول ادا کیا ہے۔راشد کی نظمیں تہہ در تہہ معنوی امکانات کی ایک ایسی پرت بن گئی ہیں جن کی تفہیم بہت آسان نظر نہیں آتی۔ راشد کی افسانویت بھی دیگر شعری مجموعوں کے مقابلے میں لا=انسان میں زیادہ پراسرار ہوگئی ہے۔افسانوی حسن اور اس کے معنیاتی نظام کی اوپری ساخت قاری کو متن کی داخلی لہروں کی طرف متوجہ ہونے کا کم کم موقع دیتی ہے۔قاری کا ذہن نظم کے داخل میں موجود معنیاتی نظام کی طرف بہ مشکل منتقل ہوتا ہے۔ان نظموں میں راشد کی داخلی آنچ بہت تیز ہوگئی ہے۔راشد نے فنی ہنرمندی کے ساتھ مشرقی زندگی کو تمثیلوں، علامتوں اور استعاروں کے ذریعہ پیش کیا ہے۔یہاں علامتیں، تمثیلیں اور استعارے اظہار کا وسیلہ بن گئے ہیں۔راشد کی بہت سی نظمیں ایسی بھی ہیں جن کے عنوانات متن کی تفہیم میں معاون نظر آتے ہیں۔یعنی نظم کا عنوان ہی نظم کا موضوع بھی ہے۔لا=انسان کی بعض نظموں کی حیثیت محض ایک امیج کی ہے۔راشد نے ان امیج کے ذریعہ مشرق کی صورت حال کا اظہار کی ہے۔گرد باد اور مسکراہٹیں جیسی نظمیں اسی ذیل میں آتی ہیں۔گرباد کے مقابلے میں مسکراہٹیں راشد کی نئی زندگی کا راز افشا کرتی ہیں۔لا=انسان میں راشد کی نگاہ مشرقی سیاست سے کہیں زیادہ مشرقی انسان کے رویوں اور مایوس کن صورت حال کی جانب منتقل ہوگئی ہے۔مشرقی انسان کی افسرگی، نئی زندگی سے بے التفاتی، انگریزی غلامی کے آگے سپر ڈال دینے کی روش، بے توجہی، غفلت راشد کی پریشانی کا سبب بنتی ہے۔راشد کو محسوس ہوتا ہے کہ مشرقی انسان اپنے موجودہ حال سے راہ فرار اختیار کرنا چاہتا ہے۔وہ بے خبری اور تخلیقی بانجھ پن کا شکار ہے۔اس کے اندرون میں بے حسی اس قدر سرایت کرچکی ہے کہ احساس غلامی کی ادنی بو باس بھی اس کے وجود میں نظر نہیں آتی۔ابولہب کی شادی، ایک اور شہر، اسرافیل کی موت، آئنہ حس و خبر سے عاری، تعارف، ہم کہ عشق نہیں، بے مہری کے تابستانوں میں اور حسن کوزہ گر 1 میں مشرق کے شکست و ریخت کی تصویریں نظر آتی ہیں۔راشد کو خیال آتا ہے کہ مشرق کی یہ صورت حال نئی زندگی کی راہ میں حائل ہے۔اس کے بغیر مشرق کی نئی زندگی اور روشن مستقبل کا تصور محال ہے۔

گمان کا ممکن

گمان کا ممکن میں 33 نظمیں ہیں۔اول تو راشد نے ان نظموں میں مشکل زبان استعمال نہیں کی ہے۔فارسی تراکیب اور عربی کے مشکل الفاظ یہاں

بہت کم نظر آتے ہیں ۔گمان کا ممکن میں بعض نظموں کے معانی پہلی قرأت میں ہی آسانی کے ساتھ دریافت کیے جاسکتے ہیں ۔بعض نظموں کی تعمیر وتشکیل،تمثیلیں اور افسانویت قاری کے لیے مشکلیں پیدا کرتی ہے۔لیکن یہ مشکلیں تفہیم کی سطح پر پیچیدگی کے مرحلے تک نہیں پہنچتیں۔راشد نے اپنے اس آخری مجموعے میں نئی زندگی کی تصویریں پیش کی ہیں۔گمان کا ممکن کی تمام نظموں میں نئی زندگی کا عکس نظر آتا ہے۔یہاں نئی زندگی اور روایتی زندگی کے مابین کشمکش کی صورت بھی نمایاں ہوئی ہے۔اس کشمکش میں بلآخر نئی زندگی غالب نظر آئی ہے۔روایتی زندگی کی شکست کی تصویریں نمایاں ہوتی ہیں۔شروع سے آخر تک مضمون ایک ہے لیکن اس کے رنگ اور تصویریں الگ الگ ہیں۔کہیں مشرقی انسان کی ذہنی ونفسیاتی کیفیت کی تصویر پیش کی گئی ہے،کہیں مشرقی ذہن پر روایتی جبر کے نقش کو گرفت میں لیا گیا ہے،کہیں مظاہر فطرت کی تصویروں میں راشد کو نئی زندگی کا رنگ نظر آتا ہے،کہیں روایتی خوف اور جبر کے سیاہ بادل چھٹتے ہوئے نظر آتے ہیں،کہیں کوئی ایک کردار نئی زندگی کے جوش وجذبے سے بھرا ہوا نظر آتا ہے،کہیں آگ نئی زندگی کی گرمی کا وسیلہ بن جاتی ہے،کہیں کوئی خواب نئی زندگی کی تعبیر کرتا ہے اور کہیں کسی عمل کے ذریعہ نئی زندگی کو روشنی مل جاتی ہے۔

پانچویں باب میں راشد کی فن پر گفتگو کی گئی ہے۔فن کے حوالے سے میں نے راشد کی ہیئتوں پر بات کی ہے۔راشد نے سانیٹ،غزل اور معری کی ہیئتیں استعمال کی ہیں لیکن بنیادی طور آزاد نظم ہی راشد کے تخلیقی اظہار کا اہم وسیلہ بنی ہے۔ہیئتوں کے بعد میں راشد کی نظموں کی تراکیب ایک ساتھ نکالی ہیں۔میرا مقصد یہ تھا کہ دیکھا جائے راشد نے کس قدر تراکیب استعمال کی ہیں اور ان میں کس قدر مشکل اور پیچیدہ ترکیبیں ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ میں راشد کے عربی وفارسی زدہ الفاظ بھی نکالے ہیں تاکہ راشد کی شاعری میں زبان کی سطح پر مشکل پسندی کا اندازہ لگایا جاسکے۔پھر ان ترکیبوں اور الفاظ کے حوالے سے راشد کی مشکل پسندی،تہہ داری،عربی وفارسی زبان پر گفتگو کی گئی ہے۔اس کے بعد راشد کی نظموں کی نئی تعمیر وتشکیل،جذبہ واحساس کی آمیزش ،خود کلامی اور افسانوی رنگ پر بات کی گئی ہے۔اس کے ساتھ ہی راشد کی نظموں میں جو بھی مافوق الفطری عناصر ہیں انہیں ایک ساتھ دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔اس کے بعد آخر میں راشد کی قافیہ پیمائی،راشد کی تشبیہات اور راشد کی نظموں میں پیکر تراشی پر مدلل گفتگو کی گئی ہے۔

چھٹے یعنی آخری باب میں دو مضامین ہیں۔ایک مضمون کا عنوان راشد اور اقبال ہے اور دوسرے مضمون کا عنوان راشد کی حسیت سے ہمارا رشتہ ہے۔

دریافت

(1) ۔راشد کی مشکل پسندی کا انحصار ان کی شاعری میں پائے جانے والے عربی وفارسی زدہ الفاظ پہ نہیں ہے، بلکہ نظم کی نئی تعمیر وتشکیل اور افسانوی انداز بیان پر ہے۔ان عربی وفارسی زدہ مشکل الفاظ کی تعداد مٹھی بھر سے زیادہ نہیں ہے۔ان کے معانی لغت میں آسانی سے مل جاتے ہیں۔راشد نے اپنی شاعری میں جو تراکیب استعمال کی ہیں وہ ایسی مشکل نہیں ہیں۔جنہیں سمجھا نہ جاسکے۔راشد نے بعض اوقات دوحرفی ،سہ حرفی اور چہار حرفی ترکیبیں بھی وضع کی ہیں۔لیکن ان ترکیبوں میں شامل ہونے والے لفظ بذات خود اس قدر مشکل نظر نہیں آتے۔معاملہ یہ ہے کہ راشد کی نئی تعمیر وتشکیل نے راشد کے قاری کو بہت پریشان کیا ہے اور پر راشد کے افسانوی انداز بیان نے قاری کو دھوکے میں مبتلا کیا ہے۔راشد کی نظموں میں معنی کی دولہریں ایک ساتھ چلتی ہیں۔ایک تو معنی کی اوپری ساخت ہے جس پر قاری کی نگاہ آسانی کے ساتھ ٹھہر جاتی ہے۔معنی کی اندرونی لہر اس اوپری لہر کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔اس لہر کا تعلق مشرقی زندگی سے بہت گہرا ہے۔

(2) راشد کی شاعری کا اصل موضوع مشرق ہے۔مشرقی سرزمین،مشرقی تہذیب وتاریخ،مشرقی مذہب وروحانیت،مشرقی اساطیر،مشرقی سیاست ومعاشرت ،مشرقی انسان،مشرقی انسان کا جمود، بے حسی ، بے توجہی ،خواب غفلت میں مستغرق ہونے کی روش،تخلیقی ،فکری ،حسی اور محسوساتی فقدان،کردار

کے بجائے گفتار، جہد مسلسل کی کمی، راشد نے شدت کے ساتھ محسوس کیا ہے کہ مشرقی انسان کی ماضی کی طرف دیکھنے کی روش نے بھی اسے جمود میں مبتلا کیا ہے۔ مذہبی اور روحانی تعلیمات کے پیش نظر مشرقی انسان اس دنیا کی زندگی کو کمتر خیال کرتا ہے اور تقدیر پر ایمان وانحصار نے اس کی بے حسی اور غفلت میں بے دریغ اضافہ کیا ہے۔ یہی سبب ہے کہ راشد کی نظموں میں ماضی، مذہب، روحانیت اور پھر خدا کی ذات کے تئیں بھی شدید غم اور غصے کی صورت نظر آتی ہے۔ جس طرح راشد کی نظموں میں جنسی انتقام اپنی انتہائی صورت میں نظر آتا ہے۔ اسی طرح راشد کی نظموں میں ماضی، مذہب، روحانیت اور خدا کی ذات سے بھی انتقام لینے کی روش اپنی انتہا تک پہنچ گئی ہے۔ راشد نے شعوری طور پر ماضی، مذہب، روحانیت اور خدا کی ذات کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ راشد کے آخری دو مجموعوں میں یہ صورت حال زیادہ شدت اختیار کر گئی ہے۔

(3) راشد کی شاعری میں امیجری بہت زیادہ کی گئی ہے۔ راشد نے مشرقی معاشرے کی سیاسی، تہذیبی، سماجی اور اخلاقی تصویریں دکھائی ہیں۔ وہ قصہ سنانے سے زیادہ تصوریں دکھانے میں یقین رکھتے ہیں۔ راشد کے متن کا خارجی معنیاتی نظام (اسے آپ متن کی اوپری کہانی بھی کہہ سکتے ہیں۔) ضرور کوئی ایسی تصویر وضع کرتا ہے جس میں مشرق کے زوال اور شکست وریخت کے عکس ورنگ بہت واضح طور پر نمایاں ہو جاتے ہیں۔ اس طور سے یہ بات بھی کہی جاسکتی ہے کہ اوپر اوپر نظر آنے والی کہانی کی حیثیت سراب کی ہے اور اس سراب کے اوپر نظر آنے والا عکس یعنی مشرق کی تصویر اصل، حقیقی اور واقعی ہے۔ راشد کی شاعری سب سے زیادہ بصری حس کو متحرک کرتی ہے۔ اس طور سے راشد کی شاعری مشاہدوں کا ایک ایسا سمندر بن جاتی ہے کہ نگاہ اس کی لامتناہی وسعتوں کو بہ آسانی اپنی چہار دیواری میں قید نہیں کر سکتی۔

(4) راشد کی شاعری اس بات کی متقاضی ہے کہ اس کا بالا ستیعاب مطالعہ کیا جائے۔ اِدھر اُدھر سے ورق گردانی کی روش راشد کی تفہیم میں مشکل پیدا کرتی ہے۔ راشد کی کسی ایک نظم سے کسی دوسری نظم کی بھی تفہیم ہوتی ہے۔ یہ بھی ہوا ہے کہ ایک تصویر کے تمام رنگ ایک نظم میں نظر نہیں آئے ہیں۔ ایک ہی تصویر کے کئی اور رنگ کسی دوسری نظم میں نظر آتے ہیں۔ اس طور سے راشد کی نظمیں ایک ساتھ پڑھے جانے کا مطالبہ کرتی ہیں۔ یہ بہت حیران کن بات ہے کہ راشد کے آخری دو مجموعے یعنی لا=انسان اور گمان کا ممکن پڑھنے کے بعد اول کے دو دونوں شعری مجموعے یعنی ماورا اور ایران میں اجنبی زیادہ بہتر طور پر فہم میں آتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گمان کا ممکن تک آتے آتے قاری کی نگاہ میں وہ تمام فنی ہنرمندیاں روشن ہو چکی ہوتی ہیں، راشد نے جن کا ماورا اور ایران میں اجنبی میں فنکارانہ استعمال کیا تھا۔

(5) راشد کا شمار ہمارے ان شاعروں میں ہوتا ہے جن پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ ناقدین کی عمومی رائے کی قرأت سے راشد کی شاعری کے محاسن ومعائب فہم میں آتے ہیں۔ لیکن جب قاری راشد کے متن کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو متن مشکلیں پیدا کرتا ہے۔ میں نے عمومی مطالعہ کرنے کے بجائے متن اساس مطالعہ کیا ہے۔ راشد کی نظموں کی ساخت اور تعمیر، داخلی وخارجی معنیاتی نظام، راشد کی نو بنو علامتیں اور استعارے، ڈرامائیت اور خود کلامی، مکالمے، راشد کے جذبہ واحساس اور مختلف النوع تجربے کی تفہیم کی ہے۔ ہر ہر نظم کا تنقیدی وتجزیاتی مطالعہ کیا ہے۔ راشد کے متن کی بار بار قرأت کے ذریعہ اس کے معنوی امکانات تک رسائی کی حتی الامکان کوشش کی ہے۔ میرے اس مطالعہ کے ذریعہ راشد کے متن کی تفہیم بہت حد تک آسان ہو جاتی ہے۔ اس کے باوجود راشد کے متن کے معنوی امکانات ختم نہیں ہوئے۔ اس بات کا قوی امکان ہے کہ راشد کے قاری کو میری تحقیق کے مطالعے سے کوئی ایسی نئی اور تازہ کار بات فہم میں آئے جہاں تک میری نگاہ نہ جا سکی ہو۔

(6) راشد کی نظموں میں جس طرح جنس کا اظہار ہوا ہے، اس کی وحشیانہ ہولناکی نے قاری کو چونکایا ہے۔ راشد کی شاعری میں جنس برائے فحاشی

،عریانیت اوراباحیت نہیں ہے۔ بلکہ جسم وروح کی ہم آہنگی کی منزل تک پہنچنے کا پہلا زینہ ہے۔اس کے ساتھ ساتھ راشد کے انسان کو جمود اور بے حسی کے مقابلے جنس سے زندگی کی تحریک ملتی ہے۔تحریک کی یہ صورت ماورامیں سے لے کرگمان کاممکن تک نظر آئی ہے۔راشد کو بار ہا محسوس ہوتا ہے کہ جب تک مشرق کے جسم وروح ہم آہنگ نہیں ہوتے زندگی کی کوئی بامعنی تعبیر نہیں کی جاسکتی۔جنس ہی کیا راشد نے جسم وروح کی ہم آہنگی کا محرک تلاش کرنے کے لئے زندگی کے مختلف رویوں ،صورتوں تاریک خم خانوں کا جائزہ لیا ہے۔انہیں سرود ورقص ونغمہ کی محفلوں میں بھی وہ رویائے حسین نظر آتا ہے جوجسم وروح کی ہم آہنگی کا محرک ہے۔راشد کے ایک کیتھو نارسائی کی جنسی صورت حال سے ایک قرآنی واقعے کی بھی تعبیر وتشکیل ہوتی ہے۔لہذا راشد کی نظموں میں جنس برائے جنس نہیں ہے۔

(7)راشد کی نظموں میں مشرقی تاریخ وتہذیب سب سے اہم حوالہ ہے۔راشد کی شاعری میں مشرق کی موجودگی شعوری عمل ہے۔راشد بعض موقعوں پر اپنی مشرقی تہذیب وتاریخ کی جانب احترام کی نگاہ سے بھی دیکھتے ہیں۔مشرقی تاریخ وتہذیب راشد کی یادداشت اوراستحضار کا ناقابل فراموش حصہ ہے۔انہوں نے کبھی عہد نبوی اور عہد صحابہ کونگاہ کم سے نہیں دیکھا۔لیکن اقبال کی طرح عہد نبوی اور عہد صحابہ کا ذکر بھی شعوری طور پر نہیں کرتے۔اس کا سبب یہ ہے کہ اس طرح اقبال کے مشرق کی تکرار لازم آتی۔ان کی نظموں میں ملکِ سبا،حضرت سلیمان،حضرت آدم،حضرت اسرافیل،حضرت لوط اور جنت کا وہ درخت ہے جس کا پھل حضرت آدم نے کھایا تھا۔گمشدہ جنت کا بھی بارہا ذکر آیا ہے۔اس کے سوا روز ازل ،نمرود ،ابولہب اور اس کی بیوی،یاجوج ماجوج،حافظ،خیام،سعدی اورزنجبیل وغیرہ کا ذکر بہت اہم ہے۔ہمالہ،الونداورالبرز کی پہاڑیاں اور دریائے نیل مشرق کا اہم حوالہ بن گئے ہیں۔اس طرح راشد کی شاعری میں مشرقی تہذیب وتاریخ کی ایک پوری کہکشاں نظر آتی ہے۔انہیں اختلاف ان افکار وتصورات سے ہے جنہوں نے مشرق کے عمل کو جمود میں تبدیل کردیا ہے۔روحانیت ،تصوف ،مجذوبیت ،صوفی ،ترک دنیا کی تعلیم ،زندگی کی بے ثباتی،تقدیر پہ انحصار راشد کے غم اور غصے کا سبب بنتا ہے۔راشد زندگی کے ان کرداروں اوررویوں کی جانب ایک بھوکے بھیڑیے کی طرح حملہ آور ہوتے ہیں۔یہ راشد کی نگاہ میں مشرق کی شکست وریخت کے محرک بن گئے ہیں۔ان کی موجودگی مشرق کی تحریک اورنئی زندگی کی منزل کے درمیان سدراہ ہے۔

(8)راشد کی شاعری میں خواب،آرزو اور تمنا جیسے الفاظ حرکت وحرارت کا علامیہ ہیں۔ان سے راشد کو مشرق کے خواب آور ماحول میں زندگی کی تحریک ملتی ہے۔ماورا اور ایران میں اجنبی کی نظموں میں راشد کی یہ علامتیں بہت واضح نظر نہیں آئی ہیں۔لیکن لا=انسان اور خاص طور سے گمان کا ممکن میں راشد کی یہ علامتیں نئی زندگی اور نئے انسان کا ناقابل فراموش حوالہ بن گئی ہیں۔بیشتر نظموں میں آرزو وتمنا اور خواب نئی زندگی کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔یہاں خواب اور تمنا کے دھندلکے میں ایک طرف روایتی زندگی کی تاریکی ہے تو دوسری طرف صبح نو کی کرن نئے انسان کی طبیعت میں نشاط پیدا کررہی ہے۔راشد کی نظموں میں آگ،ریگ اور سمندر کی علامتیں راشد کی ایک بڑی دریافت ہیں۔ان سے راشد کے نئے انسان کو تازہ زندگی کی تحریک ملتی ہے۔آگ کی روشنی روایتی تاریکیوں کو زائل کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔آگ سے جمود اختتام پذیر ہوتا ہے۔ریگ وقت کی ایک بڑی علامت کے طور پر نظر آتی ہے۔ بلکہ ریگ ہی وقت ہے کہ دونوں انسان کے ہاتھ سے بہت جلد پھسل جاتے ہیں۔دھول اور غبار ریت ہی کی شکلیں ہیں جو ہمہ وقت انسان کو اپنی گرفت میں رکھتی ہیں۔راشد کی نگاہ میں وقت ہی وہ طاقت ہے جس کی رفتار حال کو ماضی میں تبدیل کرتا ہے۔